ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ڈاکٹر عرفان اللہ
اسسٹنٹ پروفیسر (معاہداتی)، شعبہ اردو، جامعہ اردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی
ڈاکٹر ثمرینہ لیاقت
اسسٹنٹ پروفیسر (معاہداتی)، شعبہ اردو، جامعہ اردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی
ڈاکٹر نادیہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ اردو برائے آرٹس، سائنس اور ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، کراچی

خوشحال خان خٹک سے قبل پشتو شاعری کا ایک جائزہ: (800 سالہ دور)

Dr. Irfan Ullah
Assistant Professor(Contractual), Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi.
Dr. Samreena Liaquat
Assistant Professor(Contractual), Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi.
Dr. Nadia
Assistant Professor, Department of Urdu, Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Abdul Haq Campus, Karachi.

A view of Pashto Poetry before Khush Hal Khatak (800 years period)

Pashto language like other languages had many evolutionary challenges and its literature began with the living force of poetry which has its roots in Pashto folk literature. The first Pashto poetry period spanned over eight hundred years till 16th century A.D Ameer Caror who is recognized as the first poet of Pashto language. Akbar Zameen Dar has the distinction of being a prominent poet who introduced lyrics (Ghazals) in Pashto. Robaee introduce by Khalil Khan Niazi. We found poetess Bibi Zarghona and Rabia with their skills in Pashto Literature. Similarly before Khush Hal Khan Khatak (Classical Era) Pashto poetry covers over a century and this era is

known by Peer Rukhan, a pashtoon nationalist struggle against the Mughals.

Key Words: *Pashto language, Literature, Classical Era, Peer Rukhan.*

ادب معاشرے کا ترجمان ہوتا ہے اور معاشرہ فرد یا گروہ سے تشکیل پاتا ہے انسانی ضروریات کے تحت معاشرے میں تبدیل و تغیرات وقوع پذیر ہوتے رہے ہیں جس اکا اثر ادب پر بھی ہوتا ہے اور ادب ان اثرات کو قبول کرتے ہوئے زمانی رجحانات کا عکاس بن جاتا ہے۔ ادبی تبدیل و تغیر جدّت کہلاتا ہے اور ماضی کے حوالے سے ادب میں روایات کی شکل میں چلتے رہتے ہیں۔ یوں ادب رواں دواں رہتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو ادب بے رنگ، بے کیف ہو کر جمود پذیر ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کسی قوم کی ادبی سرگرمیوں سے اس قوم کی شعوری سطح کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ادب شعور کی ترجمانی ہے اور شعوری ارتقاء ادبی ارتقاء ہے۔

پشتو ادب کے پہلے معلوم شاعر امیر کروڑ جو کہ غور (افغانستان) کے بادشاہ تھے آٹھویں صدی عیسوی میں امیر کروڑ اپنی جنگی فتوحات کو اپنی ایک حمّاسی نظم میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔ ناقدین کی رائے میں یہ پشتو کی پہلی نظم ہے۔

پشتو:

زہ یم زمرے پر دے نڑئی لہ ما ابل نشتہ
پہ ہند و سند و پر تخار او پہ کابل نشتہ
بل پہ زابل نشتہ لہ ما ابل نشتہ

اردو ترجمہ:

مردانگی میں کوئی مقابل میرا نہیں
میں شیر ہوں شجیع حریف نبرد ہوں
میں ہند و سند و کابل و زابل میں فرد ہوں
مردوں کا مرد ہوں ثانی میرا نہیں
گرتے ہیں برق بن کے عدو پر میرے خزنگ
اُڑ جائیں یوں صفیں مری ٹھوکر سے وقت جنگ
جوں ریزہائے سنگ ثانی میرا نہیں

میں فاتح ہرات ہوں اور غازی جروم
ہے غرج و بامیان میں مرے معرکوں کی دھوم
شہرت ہے تا بہ روم ثانی میرا نہیں
دشمن کے حق میں قہر ہوں اپنوں پہ مہربان
واقف ہیں وہ ملّی مرے دم سے جنہیں اماں
چھڑکی ہے جن پہ جاں ثانی میرا نہیں(۱)

پشتو زبان و ادب نے ارتقاء و ترقی کے کئی مدارج طے کئے ہیں اور اس کے ادب کی ابتداء بھی شعر کی زندہ قوت سے ہوئی جس کی جڑیں پشتو لوگ ادب کی اس زمین سے پیوست ہے جس سے ٹپہ، چاربیتہ، لوبہ، بکتئی، نیمکئی، بدلہ، غاڑے، کسر اور اللہ ہو جیسے اصناف سخن سے ظہور ہوا۔

پشتو زبان جو کہ ہزاروں سال قدیم ہے بقول عبدالعی غور غشتی افغانستان کے مختلف علاقوں اور قبیلوں کا ذکر ۵۰۰ سالہ قدیم کتاب "رگ وید" میں ملتا ہے جو کہ دنیا کی قدیم ترین کتاب اور ہندوؤں کی مقدس کتاب ہے۔ جبکہ رگ وید میں گنگا کا ذکر ایک جگہ آیا ہے۔

پشتو زبان و ادب کو جو زمانے ملے اور جو پشتو ادب نے دیکھے وہ اردو اور انگریزی زبان کے نصیب میں نہیں آئے جس وقت پشتو زبان و ادب اپنی تشکیل اختیار کر چکی تھی اس وقت اردو اور انگریزی زبانیں اپنی ابتدائی مراحل سے گزر رہی تھیں۔

پشتو زبان کا لوگ ادب جس میں صرف صنف "ٹپہ" ہی اتنا قدیم ہے اور اس میں اتنی وسعت، جامعیت اور پشتون زمانوں کی نمائندگی ہے کہ وہ دنیا کی کسی بھی ادب کے مقابل پیش کی جا سکتی ہے۔ انسانی نفسیات و ماحول سے منسلک کی کوئی ایسی کیفیت نہیں جو ٹپہ میں بیان نہ کی گئی ہو۔

پشتو:

لحکرو ملک تہ وایہ پہ مڑو موڑ شوے کہ لہ نور عواڑے جنگونہ

(ترجمہ) لشکروں کے مالک سے جا کر کہہ دو لاشوں سے تمہارا دل بھر گیا ہے یا اور جنگوں کے تمنائی ہو

پشتو: جانان زما د تن لباس دے زہ چی لباس لرے کووم پر بنڈ بہ شا

(ترجمہ)　میرے محبوب میرے تن کا لباس ہے اگر میں یہ لباس اتاروں تو ننگی ہو جاؤ نگی

(پشتو)　ستورو پہ جمع پرے جرگہ شئ　　جی مرور جاناں زماں بیا پخیلہ سینہ

(ترجمہ)　ستاروں سب مل کر جرگہ لے جاؤ　　اور میرے روٹھے ہوئے محبوب کو منالاؤ

پشتو شاعری کا پہلا دور امیر کروڑ ۸۰۰ء سے شروع ہو کر ۱۵۱۷ء یعنی تقریباً ۸۰۰ سال پر محیط ہے جس میں نمایاں نام شیخ اسد سوری (۴۲۵ھ) کا ہے۔ تا یمنی (۱۱۸۴ع) جنہوں نے پشتو زبان میں مثنوی صنف کو متعارف کرایا۔

ہوتک بابا ۱۳۴۴ء جو کہ ایک روحانی شخصیت تھے انہوں نے مغل حملہ آوروں کے خلاف مزاحمتی نظمیں لکھیں۔

پشتو:　زلمو پہ غشو کئی وارونہ　　د تیر و تورو غواز ارونہ

ورو ڑاندی کڑئی خپل سرونہ　　پہ کلی کور باندے مغل راغے

ترجمہ:　جوانمردوں اپنے تیروں سے وار کرو　　اپنی تیغ براں سے ضرب لگاؤ

جوانمردوں سر بکف اٹھو　　مغل ہم پہ حملہ آور ہوئے ہیں[۲]

اس عہد کے ایک اور ممتاز شاعر اکبر زمیندار (۱۳۶۹ء) انہیں پشتو زبان کا پہلا غزل گو شاعر مانا جاتا ہے انہوں نے غزل کی صنف کو پشتو زبان میں متعارف کرایا اور غزل کو وہ افکار و تصورات دیئے جو فارسی شعراء نے اپنی غزلوں میں پیش کئے تھے۔

چند اشعار بمہ ترجمہ:

کہ پہ مادے حکم وشی چہ خادم شہ　　دغہ ستا نغری سور انگار پہ سر وڑم

کہ می وژنے کہ می پیرے رضا استادہ　　ستا و غشی تہ مدام موخہ زیگر وڑم

چہ جمال پہ ہجراں کی راپہ یاد شی　　ہغہ دم پہ تصور شمس و قمر وڑم

ترجمہ:　اگر مجھے حکم دیا جائے کہ تو میرا نوکر ہو جا تو میں تیرے چولھے کے سرخ انگارے سر پہ اٹھا کر لے جاؤں

مجھے مار ڈالو یا پروڈالو تمہاری مرضی　　میں تو ہمیشہ تمہارے ہی تیر کے سامنے اپنا جگر رکھتا ہوں

جب فراق میں تیرا جمال یاد آتا ہے　　تو میں اس وقت شمس و قمر کا تصور کر لیتا ہوں[۳]

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

پشتو شاعری کے اسی پہلے دور کے شاعر خلیل خان نیازی نے پشتو زبان میں پہلی بار رباعی کی صنف کو متعارف کرایا۔ خلیل خان نیازی کا تعلق سلطان بہلول لودھی (وفات ۸۹۴ھ) کے دربار سے تھا۔

سید اصغر ہاشمی اپنی تحریر "دپختو ژبی سلو ریزہ لیکو نکے" میں تحریر کرتے ہیں کہ "محمد رسول کلا کول" نے اپنی کتاب بیض میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں برسات کے موسم میں خلیل خان نیازی نے ایک رباعی کہی اور سلطان بہلول لودھی کے سامنے سنائی۔ پشتو ادب میں یہ پہلی رباعی ہے جو سامنے آئی ہے۔ اس سے قبل ہم کسی ایسے شاعر سے واقف نہیں جس نے رباعی کہی ہو۔

خلیل خان نیازی کی یہ رباعی اردو ترجمے کے ساتھ کچھ یوں ہے:

خڑی وریزی ژاری لہ پاسہ   کویلہ کغ کا بیلتون لہ لاسہ

پہ ھغہ لونی گوہر پہ خول ستا   دامر حباستا کا زمنگ

اردو ترجمہ:

سرمئی بادل اوپر سے اشک بار ہیں   کوئل فراق کے مارے گا رہی ہے

تمہارے تاج پہ چمکتا گوہر   تمہارے لئے یا ہمارے لئے مرحبا ہے۔[۴]

اس دور کے آخر یعنی ۹۰۰ ہجری میں بقید حیات قندھار کے دو شاعرات بی بی زرغونہ اور رابعہ تھیں۔ بی بی زرغونہ نے بہت سی غزلیں اور مثنویاں لکھیں جبکہ بوستان سعدی کا اردو ترجمہ بھی انہوں نے ہی پشتو زبان میں کیا۔ رابعہ بھی ایک صاحب دیوان شاعرہ تھیں۔ پٹہ خزانہ کے ذریعے ان کی ایک رباعی ہم تک پہنچی ہے۔

اس دور کے دیگر نمایاں شاعروں میں شیخ رضی لودھی، امیر نصر لودھی، شیخ بٹین، شیخ اسمٰعیل سڑبنے، خرشبون، ملک یار عرشین، شکار وندے، قطب الدین بختیار، شیخ متی، ملک شیخ یار۔ سلطان بہلول لودھی، شیخ محمد صالح، زرغون خان اور دوست محمد کاکڑ کے نام شامل ہیں۔

پشتو شاعری کا یہ دور خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ پشتو شاعروں نے ارتقاء کے کئی مدارج طے کئے اور اسی دور میں مثنوی، مرثیہ، قصیدہ، غزل، رباعی اور مربع نظموں جیسے اصناف سخن متعارف ہوئیں۔

پشتو ادب کا دوسرا دور، پیر روخان (۹۳۱ تا ۹۸۰ھ) کے نام سے موسوم ہے۔ انہیں پیر روشان بھی کہا جاتا ہے جب کہ اردو زبان میں انہیں پیر روشن کہا جاتا ہے ان کا اصل نام میاں بایزید انصاری تھا اور ان کا تعلق وزیرستان کے علاقے کانی گرام سے تھا۔ انہیں چار زبانوں پشتو، ہندی فارسی اور عربی میں مہارت حاصل تھی اور

انہیں فلسفے سمیت مختلف علوم عقلی پر بھی عبور حاصل تھا۔ پیر روشن نے بادشاہ اکبر کے زمانے میں مغلوں کے خلاف پشتونوں کی کئی ایک بغاوتوں کی قیادت بھی کی۔

سید سبط حسن کی مطابق "پیر روشن کی تحریک "اپنی تمام مذہبی رنگ آمیزیوں کے باوصف سرحد کے عوام کی پہلی آزادی کی تحریک تھی۔ (۵)

اس بڑے عالم وصاحب کمال بزرگ نے پشتو ادب اور موسیقی میں ایک بڑا مقام حاصل کیا اور پشتو ادب میں "روخانی مکتب" کی بنیاد رکھی پشتو شاعری کا یہ روشنیہ ایک صدی پر محیط ہے۔

اس دور کا سب سے اہم شاعر ارزانی خویشکی کو کہا جاتا ہے۔ ان کا اصل نام ملا علی ارزانی تھا اور وہ پیر روشن کے مرید تھے انہوں نے پیر روشن کی تعلیمات بالخصوص تصوف کی آٹھ منازل شریعت، حقیقت، معرفت، قربت، وصلت، وحدت اور سکونت کو بزبان شعر بیان کیا اور اس کی تشریح وتوضیح کو ایک مخصوص ادبی اسلوب سے روشناس کرایا۔

انہیں پشتو زبان کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

ان کی وفات ۱۶۳۲ء پٹنہ، ہندوستان میں ان کے لوح تربت پہ درج ہے:

(کلام کا اردو ترجمہ): یہ درویش درد وداغ سے ایک لمحے کے لئے بھی فارغ نہیں
اس کا دل عندلیب ہے اور عندلیب کا شغل باغ سے ہی وابستہ ہوتا ہے۔
یہ عندلیب گل ہی کہ طلب گار ہے اور وہی اس سراغ سے شناسائی رکھتی ہے۔
یہ پروانے ہی ہوتے ہیں جو چراغ پر جل جاتے ہیں
اور چمگادڑ چراغ سے دور بھاگتے ہیں۔ (۶)

مرزا فتح خان انصاری (۱۵۵۲-۱۶۳۰) بھی صاحب دیوان شاعر تھے انہوں نے نظمیں بھی کہیں لیکن وہ غزل کے شہسوار جس میں انہوں نے وحدت الوجود کے خیالات کو لطیف پیرائے میں بیان کیا:

ان کی ایک غزل کا اردو ترجمہ:

وہ کثرت کے بازار میں آگیا اور ہر چیز میں موجود ہے
جب میں برباد دل کے ساتھ محبوب کی محبت کے خواب دیکھتا ہوں
تو پھر فضول لوگوں کے احسان کیوں اٹھاؤں

میں کیا بتاؤں کہ کیا ہوں۔ میری ہستی اور نیستی اس سے ہے
جو نیست سے ہست ہو جائے اس ہستی سے مراد میں ہوں
میں وصال کی ہوا ہوں میں اس لامکاں کا طاہر ہوں
کبھی سورج کے سامنے ذرہ ہوں کبھی پانی پر حباب
(ترجمہ فارغ بخاری)

مرزا خان انصاری کے بعد روشنیہ مکتب فکر کا علم بردار شاعر دولت لوانی (۱۰۵۸ھ) ہے عام فہم اور سادہ انداز میں بزبان شعر صوفیانہ مسائل اور روشنیہ تحریک کے افکار کو بیان کرنا ان کا تخصص ہے۔ ان کی کلیات پانچ ہزار اشعار پر مشتمل ہے جو ۱۹۷۴ء میں کابل سے شائع ہوئیں۔

اردو ترجمہ:

پری روشن نے ایک ملاح کی طرح میری کشتی بچائی ہے ورنہ میری کشتی بھنور میں پھنس جاتی
میں بایزید مسکین کو اپنا سلام بھیجوں گا کیونکہ میں نے اسی سے معرفت حاصل کی ہے
میں فقیر دولت پیر روشن کا مرید ہوں میں آسانی سے اس گھوڑے کی باگ نہیں چھوڑونگا (۷)

پشتو شاعری کے اس دوسرے دور کا ایک نیا نام واصل روشانی ہے جو گیارہویں صدی ہجری میں گزرے ہیں ان کا مکمل کلام دستیاب نہیں البتہ ان کا ایک قصیدہ اور پندرہ غزلیں ۱۹۸۶ء میں "پشتو ٹولنہ کابل" کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہیں۔

عبد اللہ جان عابد کے بقول "ان کی شاعری بھی فلسفیانہ موشگافیوں اور حسن و عشق کی رعنائیوں سے مزیّن ہے۔ پشتو زبان کے اکثر شعراء نے انہیں سراہا ہے۔ خوشحال خان خٹک کی کلیات میں واصل روشانی سے متعلق ایک شعر موجود ہے

پشتو: دمونگ پہ حساب دے ہیس می نہ دے واصل ہیر
اردو: وہ ہمارے شمار میں موجود ہے ہم نے واصل کو ہرگز فراموش نہیں کیا ہے۔

واصل اوشانی کے بعد روشنیہ مکتب فکر کا نمائندہ شاعر علی محمد مخلص ۱۶۱۰ء جو کہ ایک صاحب طرز شاعر تھے۔ بقول ڈاکٹر پرویز مہجور خویشگی کہ "ان کے سامنے ایک مشن اور مقصد تھا اس لئے ان کی شاعری میں مقصدیت کا عنصر غالب ہے مگر اس کے باوجود بھی ان کا شاعری میں فنی محاسن پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں"۔

اردو ترجمہ:

اے مخلص توحید کی تمثیل واضح ہے۔ یہ خالق سیاہی کی طرح اور مخلوق حروف کی طرح ہیں(۸)

دیگر اہم شعراء میں کریم داد عیشی، ولی محمد، جہاں داد خان، یوسف خان، سمیل خان، بوھارا میاں خان اور فتح خان شامل ہیں۔ پشتو شاعری کے روشنیہ دور نے ایک طرف تو پشتو شاعری کو مضبوط بنیادیں فراہم کیں تو دوسری جانب اس کی توسط سے پشتو شاعری میں صوفیانہ اور ادبی اصطلاحات شامل ہوئیں۔ وحدت الوجود کا فلسفہ اس دور کی شاعری کا سنگ بنیاد ہے روشنیہ مکتب فکر کے شعراء نے اگر ایک طرف پشتو زبان اور ادب کو فروغ دیا تو دوسری جانب یہ شعراء تھے جنہوں نے پشتونوں میں قومی احساس کو نمایاں کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کیا۔ ان میں سے اکثر شعراء مغلوں کے خلاف جنگوں میں بھی پیش پیش رہے یہی وجہ ہے کہ اس مکتب فکر نے پشتو شاعری پہ انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

پشتو شاعری ۸۰۰ سال پشتو ادب کے حوالے سے اپنی بھرپور ترجمانی کرتے ہوئے پشتو کے کلاسک دور تک رسائی حاصل کرتی رہی اور اسکے بعد ہمیں خوشحال خٹک اور رحمٰن بابا پشتو ادب کے بلند ترین مقام پر نظر آتے ہیں اور پشتو زبان و ادب عالمی توجہ کا حامل بن جاتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ عابد، عبداللہ جان، پشتو زبان و ادب کی مختصر تاریخ، یونیورسٹی پبلشرز پشاور، طبع دوم، ۲۰۱۱ ص ۴۸

۲۔ شیخ المشائخ قطب العارفین ھوتک بابا۔http//meenapukhto.blogfa.com

۳۔ شیخ المشائخ قطب العارفین ھوتک بابا۔http//meenapukhto.blogfa.com

۴۔ ہاشمی، سید اصغر، د پختو ژبی لومڑئی سلور یزہ لیکونکے www.taand.com/archieves

۵۔ سبط حسن، سید، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، مکتبہ ء دانیال، کراچی ۲۰۱۲ء ص:۳۸۔۲۳۷

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

۶۔ ارزانی خویشگی، دارزانی خویشگی کلیات، تدوین و تحقیق:ڈاکٹر پرویز مہجور خویشگی پشاور یونیورسٹی، جون ۲۰۰۵ء ص:۵۹

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً